آیا کوئی شئے ایک ہی وقت میں موجود اور معدوم ہوسکتی ہے؟

آیۃ اللہ سید کاظم نقوی صاحب قبلہ، علی گڑھ

کارل مارکس، انگلس، لینن اور ان کے ہم خیال مادہ پرست مفکرین کو اصولی طور پر اس سوال کے جواب میں کہنا چاہیے کہ ہاں ایسا ہوسکتا ہے، کیونکہ ان کے شہرۂ آفاق چار بنیادی اصول میں سے ایک یہ ہے کہ ''اجتماع ضدین'' ہوسکتا ہے۔

اسٹالن کا قول ہے:۔

''میٹافزکس کے برخلاف ڈایالیکٹکس (Dailectics) کی ابتدا اس نقطے سے ہوئی ہے کہ تمام نیچرل چیزیں، تمام ایسے اشیاء جو معدوم ہونے کے بعد وجود میں آئیں اندرونی تضاد پر مشتمل ہیں، اس لیے کہ ان میں ہر ایک کے لئے مثبت اور منفی دو پہلو ہیں۔ ان کے واسطے ماضی بھی ہے اور حال بھی۔ دونوں میں کچھ عناصر نابود ہو رہے ہیں یا اپنا بھیس بدل رہے ہیں''

(المادیۃ الدیالکتیکیۃ و المادیۃ التاریخیۃ)

ماؤزی تونگ کا کہنا ہے:۔

''جدلی مادیت'' میں اہم چیز اضداد کے متحد ہونے کا اصول ہے'' (حول التناقض)

پروفیسر پولیٹسر نے اپنے رسالہ ''اصول مقدماتی فلسفہ'' میں انگلس کی طرف منسوب کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔

''ان گہرے تحقیقات کے بعد کوئی شخص فرسودہ اور کہنہ علم مابعد الطبیعۃ کے مطابق جواب بھی رائج ہے۔ ''تباین'' اور ''تناقض'' کے سوکھے اصول کا شیدائی نہیں ہوسکتا''

ممدوح اسی مذکورہ بالا کتابچہ میں ایک دوسرے مقام پر اس مسئلے میں خود اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''ہر چیز اضداد کا مجموعہ ہے۔ شروع شروع اس بات کا ماننا جہالت معلوم ہوتا ہے۔ عام طور سے یہ سوچا جاتا ہے کہ کسی چیز اور اس کی ضد کے درمیان کیا مشترک نقطہ ہوسکتا ہے؟

لیکن ڈایالیکٹکس (Dialectics) کے نزدیک ہر شی خود بھی ہے اور اپنی ضد بھی''۔

آگے بڑھ کر موصوف رقم طراز ہیں:۔

''ہم سب جانتے ہیں کہ ابتدا میں جہالت حکم فرما تھی اس کے بعد علم پیدا ہوا یعنی جہالت علم سے بدل گئی کوئی جہل علم سے خالی نہیں، سو فیصدی نری جہالت کا وجود نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز اپنی ضد کے ساتھ ملی جلی ہے''۔

مزید گہرافشانی فرماتے ہیں:

''روس میں مردہ شخص کا خون زندہ آدمی کے جسم میں انجکشن کے ذریعہ داخل کردیا جاتا ہے۔ جو شخص کہ موت کے راستے میں ہے اس کو زندگی دے دی جاتی ہے معلوم ہوا کہ زندگی موت کے دل میں موجود ہے''۔

مادہ پرستوں کے اس طبقہ کے نزدیک تضاد اور تناقص (اصول مقدماتی فلسفہ) ایک چیز ہے یہ دو الگ الگ لفظ ہیں

جن کے ایک معنی ہیں، حالانکہ اصطلاحی طور پر تضاد دو ایسی چیزوں کے درمیان ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک وجودی ہو اور دونوں کا یکجا ہونا غیر ممکن ہو، جیسے سیاہی اور سفیدی، مٹھاس اور کھٹاس، گرمی اور سردی، بہادری اور بزدلی، خوش اخلاقی اور بد اخلاقی۔ اس کے برخلاف تناقض ان دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے جن میں سے ایک وجودی اور دوسری عدمی ہو، عدم کسی اور کا نہیں اسی وجود کا عدم، اس طرح کی چیزوں کی خصوصیت یہ ہے کہ جس طرح کسی جگہ وہ دونوں اکٹھا نہیں ہوسکتیں، اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ کسی مقام پر ان میں سے کوئی نہ ہو۔ اس کی مثالیں بہت ہیں، جیسے انسان اور غیر انسان، صحیح اور غیر صحیح سفید اور غیر سفید، خوبصورت اور غیر خوبصورت، عالم اور غیر عالم، طبیب، کامل اور غیر کامل۔

اگر پولٹیسر اور ان کے ہم مسلک دوسرے مادہ پرستوں کی اس غلط فہمی کو دور نہ کیا جائے تو تمام علوم وفنون کی عمارت ڈھا جائے کسی چیز کے متعلق یکسوئی سے فیصلہ نہ کیا جا سکے، اگر ایک دو نہیں دو ہزار دلیلوں سے علامہ حلی کا ساز بردست عالم یہ ثابت کرے کہ حضرت علیؑ پیغمبر اسلامؐ کے خلیفۂ بلافصل تھے تب بھی یہ بات پایۂ ثبوت تک نہیں پہونچے گی، کیونکہ ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ خلیفۂ بلافصل بھی ہوں اور غیر خلیفۂ بلافصل بھی، کوئی شخص بھی انتہائی مضبوط ادلہ خدا کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے قائم کرے لیکن پھر بھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خدا بیک وقت موجود بھی ہو اور معدوم بھی۔

۱۔ بچے تک اسے نہیں مانتے

بعض مسائل کے متعلق انسان کے فیصلے بغیر کسی زحمت و مشقت کے بآسانی ہوتے ہیں۔ ان کی بابت انسان کو تھوڑا سا بھی سوچنا نہیں پڑتا ہے، انہیں دلیل و برہان کی بھی ضرورت نہیں، ان کے واسطے ذہن کا متوجہ ہونا کافی ہے، عقل انسانی کے ایسے فیصلوں کے خلاف اگر کوئی شخص اپنا سر پٹک ڈالے تب بھی اس کی بات مانی نہیں جاسکتی۔ وجود اور عدم کا کسی چیز میں اکٹھا ہونا بدیہی طور پر غیر ممکن ہے، کوئی شخص بھی اسے نہیں مان سکتا کہ کسی شہر میں بیک وقت دن بھی ہو اور رات بھی۔ چار اور چار کا مجموعہ آٹھ بھی ہو اور آٹھ نہ بھی ہو۔ ہم کسی مجلس دیسہ میں شریک بھی ہوں اور شریک نہ بھی ہوں۔

وجود اور عدم کے کسی چیز میں اکٹھا ہونے کا محال ہونا ایسا واضح مسئلہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو کھل رہا ہوگا کہ اس کے متعلق گفتگو کیوں ہو رہی ہے؟ کیا آپ کو اس مسئلے یا اس کے مانند دوسرے مسائل کی بابت شک ہوسکتا ہے کہ کبھی ان میں کوئی تبدیلی آجائے؟ جن دو چیزوں کا اکٹھا ہونا محال ہو، وہ کسی جگہ اور کسی دور میں اکٹھا ہوجائیں؟

اس کے علاوہ اگر تمام مقامات پر دو ضدوں کا مجتمع ہونا ممکن ہے تو ہم مادہ پرستوں کی خدمت میں خود ان کے اس اصول کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ اصولی طور پر آپ کو کیا ماننا چاہیے کہ اجتماع ضدین ممکن بھی ہے اور ممکن نہیں بھی ہے! جب آپ لوگوں کے نزدیک ایک ہی بات صحیح اور غیر صحیح ہوسکتی ہے، ایک ہی آدمی خوبصورت اور بدصورت ہوسکتا ہے، ایک ہی کپڑا سفید اور غیر سفید ہوسکتا ہے تو اس آپ کے اصول میں کیا سرخاب کے پر لگے ہیں کہ اس میں وجود اور عدم بیک وقت یکجا نہ ہوسکیں؟ جھجکتے کیوں ہیں؟ کہیے اور نڈر ہو کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہیے کہ ہاں اجتماع ضدین ممکن بھی ہے اور غیر ممکن بھی۔

۲۔ فرار اور کھلا ہوا فرار

حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کی طرح مادہ پرست مفکرین کے ذہن میں بھی یہ بات راسخ ہے کہ وجود اور عدم کہیں اور کسی جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اس کے ساتھ وہ اپنے مسلک کے بنیادی اصول کو بھی نہیں چھوڑ سکتے کہ اجتماع ضدین ممکن ہے۔ اس لیے اس طبقے کے ایک ایرانی مفکر نے اسے ایسے معنی پہنانے کی کوشش کی ہے کہ ذہن اس سے ذرا کم وحشت محسوس کریں، ممدوح کا ارشاد ہے:

''یہ قانون کہ اجتماع ضدین ممکن ہے دو اہم باتوں کو بیان کرتا ہے ایک یہ کہ اس نیچرل دنیا میں کہیں اور کبھی دو ایسی چیزیں دستیاب نہیں ہو سکتیں جو بالآخر کسی ایسے مفہوم سے تبدیل نہ ہو جائیں جو ان دونوں سے عام (common) ہو، دو چیزیں خواہ کتنی ہی سخت ایک دوسرے کی ضد ہوں انہیں کسی نہ کسی طرح ایک کیا جا سکتا ہے جس کے سایہ میں وہ دونوں آ جائیں، مثلاً سیاہ اور سفید مکمل طور پر ایک دوسرے کی ضد ہیں، لیکن رنگ ہونے کے لحاظ سے دونوں ایک چیز ہیں، سیاہ بھی رنگ ہے اور سفید بھی رنگ ہے، ایک اناڑی ذہن آسانی سے یہی نہیں سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح حرکت وسکون، وجود وعدم جسمانی اور روحانی، غلط اور صحیح وغیرہ کو ایک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جو لوگ میٹر یالسٹک ڈایالسٹک (Materialistic Dialistic) کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں اگر تھوڑی سی بھی توجہ کریں تو مطلب ان کی سمجھ میں آ جائے گا، مثلاً وہ یہ سمجھ جائیں گے کہ سکون حقیقتاً وہی حرکت ہے جس کی تیزی بحد صفر ہو، یعنی سکون حرکت کے خصوصی حالات میں سے ہے''

(مجلہ ''دنیا'' زیر عنوان ''اصل نفوذ ضدین'')

اجتماع ضدین (collection of opposites) یا اجتماع نقیضین (Collection of contraries) کے کھلے ہوئے معنی جو ان لفظوں سے ہر شخص کے ذہن میں آتے ہیں وہ یہی ہیں کہ کسی چیز کا بیک وقت کالا اور سفید ہونا، کسی بات کا بیک وقت صحیح اور غیر صحیح ہونا، چونکہ اس ایرانی مادہ پرست مفکر کے دماغ میں بھی یہ راسخ ہے کہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا اس لئے اس نے اس کا مطلب یہ قرار دیا ہے کہ دو متضاد چیزوں ایسے مفہوم سے تبدیل کرنا جو دونوں سے عام اور ان کے درمیان نقطۂ مشترک common factor ہو، یہ کہنا اپنے دعوے سے دستبردار ہو جانا اور اپنے مسلک کا چھوڑ دینا ہے!

مادہ پرست مفکرین کی خدمت میں ہماری مؤدبانہ عرض ہے کہ آپ حضرات غلط فہمی میں مبتلا ہیں، آپ نے کدوکاوش بھی فرمائی اور ضدوں کو یکجا کرنے میں کامیاب بھی نہ ہوئے۔ کچھ ایسا کرتے کہ ضد ضد رہتی اور اس کے باوجود اسے اپنے ساتھی سے نفرت نہ رہتی دونوں گلے مل جاتیں، دو ضدوں کے درمیان کسی مفہوم عام کے مشترک ہونے سے وہ ایک نہیں ہو سکتیں، مثلاً جب مثلث (Triangle) اور مربع (Square) کے مفہوم کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو ہر ایک کے دو جز نکلتے ہیں، ایک شکل (Shape) اور دوسرے تین کونے والی، یہ دونوں شکل کے مفہوم میں ایک دوسرے کے شریک ہیں، مثلث بھی ایک شکل ہے اور مربع بھی ایک شکل ہے لیکن ظاہر ہے کہ شکل مثلث اور مربع کے مفہوم کا ایک جز ہے۔ محض شکل کہہ دینے سے نہ مثلث کا مفہوم سمجھ میں آئے گا اور نہ مربع کا مفہوم جہاں تک مفہوم شکل کا تعلق ہے یہاں مثلث اور مربع کے درمیان کوئی تضاد موجود نہیں ہے، ان دونوں کے درمیان دشمنی اس وقت نمودار ہوتی ہے جب ان کے مفہوم کے دونوں جزوں کا لحاظ کیا جائے۔ ایک مفہوم دوسرے تین کونے والی اور چار کونے والی کا مفہوم، بلکہ ان کے درمیان حقیقتاً دشمنی اور

نفرت دوسرے جز کی وجہ سے ہے، تین کونے والی اور چار کونے والی کے مفہوم کی بنا پر۔

۳۔خودان کے تشریحات کے خلاف ہے

بعض مادہ پرست مفکرین نے اجتماع ضدین (Collecton of the Opposites) کا جومفہوم بتایا ہے وہ خودان کے اوران کے ہم خیال لوگوں کے اظہارات کے بالکل خلاف ہے۔ان حضرات نے صریحاً کہا ہے کہ قانون تغیر (The law of Change) کے ذیل میں ہم نے بتایا کہ اس عالم وجود میں کوئی چیز ابدی اور لازوال نہیں ہے، ہرشی تبدیلیوں کی آماجگاہ ہے۔یہ تبدیلیاں بھی خودبخود ہوتی رہتی ہیں وہ کسی بیرونی طاقت کے زیراثر وجود میں نہیں آتی ہیں۔البتہ خود ہر شے کے دل میں ان کا سرچشمہ موجود ہوتا ہے۔

باریک بینی سے تجربہ کرنے کے بعد ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ ہر چیز کے باطن میں دو طرح کے متضاد اور ایک دوسرے کے دشمن اسباب پائے جاتے ہیں، ایک طرف اس کے اندر ایسے اسباب ہوتے ہیں جو اس کی موجودہ حالت اور شکل وصورت کو جوں توں باقی رکھنا چاہتے ہیں۔دوسری طرف اسی کے باطن میں ایسے عوامل (Causes) بھی موجود ہوتے ہیں جو اس کی موجودہ حالت کونیست ونابود کرنے کے درپے ہیں مثلاً ایک انڈے کے متعلق غور کیجیے، آپ کو نظر آئے گا کہ اس کی اندرونی مختصر سی فضا دو طرح کے متضاد عوامل کا میدان جنگ بنی ہوئی ہے وہ ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑ رہے ۔ان میں سے بعض چاہتے ہیں کہ انڈے کی موجودہ حالت برقرار رکھیں، بعض کوشش کر رہے ہیں کہ اُسے چوزے کی صورت میں تبدیل کردیں۔

ہر چیز کا ارتقا اور کمال اس کی اسی اندرونی کشمکش اور دھینگامشتی پر موقوف ہے۔انسانی سماج کے ارتقاء کا دارومدار بھی اسی کے اوپر ہے۔شروع شروع انسانی معاشرے پر کمیونزم کی حکومت تھی لیکن وہ پیداوار کے ذرائع کی ترقی میں رکاوٹ بنا ہوا تھا۔اس لیے وہ اپنے نیست نابود ہونے کا محرک تھا اس کی تحریک سے انسانی معاشرے میں طبقاتی نظام بروئے کار آیا۔خود اسی کے دل میں بھی اسے نابود کرنے کا محرک زندگی بسر کر رہا ہے وہ کیا ہے، پیداوار کی طاقتوں کی وسعت اور فراوانی بالآخر ایک وقت آنے والا اور ضرور آنے والا ہے کہ جب اس سرمایہ دارنہ طبقاتی نظام کا قائم مقام ایسا مکمل کمیونزم قرار پائے گا جس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی۔

ہم نے مادہ پرست مفکرین کے خیالات کو بے کم و کاست نقل کردیا۔اب آپ خود فیصلہ کیجئے کہ یہ کھلا ہوا اجتماع ضدین ہے یا وہ بات ہے جو اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ایران کے ایک مادہ پرست مفکر نے کہی ہے کہ جو ''ضدین بھی فرض کی جائیں ان کے درمیان ایک مشترک نقطہ ضرور ہوتا ہے جس کے لحاظ سے ان کے درمیان کسی قسم کی عداوت اور نفرت نہیں ہوتی ہے۔وہ ضدین اس مشترک نقطہ میں سموجاتی ہیں۔

۴۔اگر چہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے

کسی چیز کے ارتقاء کی وہ صورت نہیں ہے جو مادہ پرست مفکرین نے خیال کی ہے۔انڈے کے چوزے کی شکل اختیار کرنے کی وہ وجہ نہیں ہے جو یہ حضرات تصور کرتے ہیں کیونکہ ہر صاحب اطلاع شخص جانتا ہے انڈے میں زردی سے پہلو ملائے ہوئے ایک جیتا جاگتا سائیٹو (cyto) موجود ہوا کرتا ہے، وہی کھا پی کر نشوونما پاتا اور انڈے کا چھلکا کھٹ کر اس کے باہر آجاتا ہے، اگر فلسفیانہ انداز سے ایک انڈے کی ارتقائی رفتار کا جائزہ لیا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ وہ درحقیقت ایسی

طولانی زنجیر کے مانند ہے جس کی بے شمار کڑیوں کو ایک طرح یکساں ترقیاں اور تبدیلیاں وجود میں لائی ہوں۔ یہ دھوکا ہے کہ انڈے کے اندر دو متضاد حالتیں بیک وقت پائی جاتی ہیں۔

البتہ اس مقام پر ایک غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے۔ غالباً اس میں مبتلا ہو کر مادہ پرست مفکرین کا دماغ ایک ٹیڑھے راستے پر گامزن ہو گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عروج یا زوال کی طرف تمام حرکتوں میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ کسی نقطہ تک پہنچنا سابقہ مرحلے اور نقطے کے نیست و نابود ہونے کے ساتھ ساتھ ہوا کرتا ہے، مثلاً وہ بچہ کہ جو نشو و نما کے لحاظ سے آگے بڑھ رہا ہے اس کا جوانی کی منزل تک پہنچنا زمانہ کمسنی کے ختم ہونے کے ہمراہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے کہ ہر پہلی حالت کی نابودی دوسری حالت کے وجود میں آنے کا سبب ہے، لیکن اس سے بھی یہ نہیں ثابت ہوسکتا کہ ارتقاء اور تکامل کا سرچشمہ کسی چیز کا اندرونی تضاد ہے جیسا کہ مادہ پرست مفکرین کا نقطۂ نظر ہے حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ غلط فہمی کے پیدا ہونے کا باعث یہ ہے کہ کسی چیز کا ہمراہ ہونا اس کے سبب ہونے سے بالکل مختلف ہے، ہمیشہ ترقی کے موقع پر پہلی حالت کی نابودی دوسری حالت کے وجود کے ساتھ ہے لیکن اس کا اس کے موجود ہونے میں کوئی دخل نہیں ہے، ان دو حالتوں: میں سے کسی کا وجود دوسرے کے اوپر موقوف نہیں ہے، نہ کسی وجود پر اور نہ کسی کے عدم پر، بلکہ یہ دونوں ایک تیسری چیز کا معلول (Effect) اور اس کے زیر اثر ہوا کرتی ہیں، وہ پہلی حالت کو معدوم کرتی اور ٹھیک اسی وقت دوسری حالت کو وجود میں لاتی ہے کیونکہ یہ دو حالتیں ایک دوسرے کی ضد (Opposite) ہیں جو بیک وقت کہیں اکٹھا نہیں ہوسکتیں۔

۵۔ درست بھی ہو تب بھی!

مادیین جو کچھ فرماتے ہیں اگر تمام چیزوں کے ارتقاء کی وہی صورت مان بھی لی جائے تب بھی نہ اجتماع ضدین (Collection of the opposites) ہوتا ہے اور نہ اجتماع نقیضین (Collectoon of the contraries)۔

اجتماع ضدین یہ ہے کہ ایک ہی شے دو مختلف وجودی صفتوں سے بیک وقت متصف ہو۔ ایک ہی کپڑا سفید بھی ہو اور سیاہ بھی۔ ایک ہی جگہ دن بھی ہوا اور رات بھی لیکن اگر ایک ہی کپڑے میں اس کا آدھا حصہ سفید اور آدھا کالا، اسی کرۂ زمین پر کسی ملک میں دن ہو اور کسی دوسرے ملک میں جو اس کے کسی دوسرے رخ پر واقع ہو رات کا اندھیرا چھایا ہو تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک چیز ایک وقت میں دو ایسی صفتوں کی مالک نہیں ہوسکتی جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔

یوں ہی اجتماع نقیضین یہ ہے کہ وجود اور عدم کا تعلق ایک ہی شی سے بیک وقت ایک ہی لحاظ سے ہو۔ ایک ہی چیز انسان اور غیر انسان ہو۔ ایک ہی شخص طبیب اور غیر طبیب ہو۔ ایسا نہیں ہوسکتا لیکن جہاں تک پہلو نشین ہونے کا تعلق ہے، دو ضدین (Opposites) بھی ایک دوسرے کے پاس بیٹھ سکتی ہیں اور دو نقیضیں (The Contraries) بھی۔ ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک ہی جگہ آدمی بھی رہے اور غیر آدمی بھی زندگی بسر کرے۔ دونوں ایک کمرے یا ایک گھر میں ہوں۔ ایک ہی قمیض کا اگلا دامن سفید اور پچھلا دامن سیاہ ہو۔

ہم نے مان لیا کہ مادہ پرستوں کا یہ کہنا درست ہے کہ ہر چیز کی ترقی کا راز یہ ہے کہ اس کے دل میں دو طرح کے عوامل (Causes) اور عناصر موجود ہوں۔ ایک وہ جو اسے اس کی موجودہ شکل میں باقی رکھنا چاہتے ہوں اور دوسرے وہ کہ جو اس میں تبدیلی کرنا چاہتے ہوں۔ مادے کا چھوٹے سے چھوٹا

جز نگیٹیو چارج (Negative charge) کا بھی حامل اور پوزیٹو چارج (Positive charge) کا بھی حامل ہو۔

صحیح اور بالکل صحیح کہ ایٹم کے دل میں بجلی کی مثبت اور منفی دونوں طاقتیں پائی جاتی ہیں، لیکن کیا ان دونوں مختلف اور متضاد (Contrary) طاقتوں کا مرکز ایک چیز ہے؟ ہرگز نہیں علم اور سائنس کے درخشاں دور میں کون تعلیم یافتہ شخص ایسا ہوسکتا ہے جسے یہ نہ معلوم ہو کہ خود ایٹم کی تشکیل بھی کئی جزوں سے ہوئی ہے۔ اس کے ایک جز کا نام پروٹون (Proton) ہے اس میں پوزیٹو چارج موجود ہے اسی طرح اس کے ایک اور جز کا نام الیکٹرون (Electron) ہے جو نیوکیلیس (Nucleous) کا بڑی تیزی سے طواف کرتا رہتا ہے۔ یہ نیگیٹو چارج کا مالک ہے۔ بے شک ایٹم کے اندر یہ دونوں ایک دوسرے کے پہلو نشین ہیں۔ اجتماع ضدین تو اس وقت ہوتا جب ایک ہی چیز میں نیگیٹو چارج بھی ہوتا اور اسی میں پوزیٹو چارج بھی۔ یونہی مادیین کا دعویٰ اس وقت پایۂ ثبوت کو پہونچتا کہ جب تمام اشیاء کے اندر دو طرح کے عوامل نہیں، ایک ہی طرح کے عوامل انھیں ان کی موجودہ شکل وصورت پر بھی باقی رکھنا چاہتے اور بعینہ وہی ان میں تبدیلی پیدا کرنے کے بھی متقاضی ہوتے۔ ایک ہی عنصر موجب بقا اور موجب فنا ہوتا۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

اس میں کیا شبہ ہے کہ انسان کے علم کا دائرہ برابر وسیع ہو رہا ہے علم کی ترقی نے بہت سی چیزوں کو بے نقاب کردیا ہے۔ اس کی بدولت بہت سے راز فاش ہو چکے ہیں۔ اس نے یہ گنجائش پیدا کردی ہے کہ بعض ایسی باتوں کے ممکن ہونے کا ہم فیصلہ کریں جنھیں جہالت کی وجہ سے مدتوں غیر ممکن سمجھا کیے ہیں۔ شاید آیندہ علم کے ہاتھوں تمام ایسی باتوں کی گرہ کھل جائے جنھیں محال خیال کیا جاتا رہا ہے۔ انہی مسائل میں سے اجتماع ضدین یا اجتماع نقیضین کا محال ہونا بھی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس وقت تک ہماری عقلوں کا یہی فیصلہ ہے کہ ایک چیز موجود اور معدوم نہیں ہو سکتی۔ دو ضدیں ایک جگہ اکٹھا نہیں ہوسکتیں۔ اس وقت تک یقینا یہ فیصلہ بدیہی ہے، لیکن اس مقام پر ایک احتمال ضرور ہے جو موجودہ فیصلے کو متزلزل بنا دیتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر ہمارے دماغ ان موجودہ دماغوں سے بالکل مختلف ہوتے ان کے اور سمجھنے کا ڈھنگ دوسرا ہوتا یا ہمارے پاس نہ سہی دوسروں کے پاس اس طرح کے ذہن ہوتے یا ہماری عقلی اور ذہنی سطح موجودہ سطح سے بالاتر ہوتی تو شاید ہم جن باتوں کو آج محال سمجھ رہے ہیں انہیں کو ہمارے دماغ ممکن سمجھتے۔ ان کے نزدیک اس میں کوئی مضایقہ نہ ہوتا کہ کوئی چیز بیک وقت موجود اور معدوم دونوں ہو یا نہ وجود کی صفت سے متصف ہو اور نہ عدم کی صفت سے متصف ہو۔ بات یہ ہے کہ حقیقتیں ہم سے مخصوص نہیں ہیں۔

وہ ہمارے فیصلوں سے بالاتر ہیں۔ ہر صاحب عقل کو حق ہے کہ وہ اپنی عقل کے مطابق فیصلہ کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہمارے وہ فیصلے کہ جو ہماری موجودہ عقلوں نے کئے ہیں سو فیصدی سچے ہوں۔ حق اور صداقت ان میں محدود ہو، ان سے الگ کہیں اور کسی وقت اس کا وجود نہ ہو۔ سنجیدگی کا تقاضا یہ ہے کہ علم کی یہ غیر معمولی ترقیاں ہمیں اپنے موجودہ فیصلوں کے بارے میں مشکوک بنا دیں۔ اب پہلے کی طرح ہم بغیر کسی جھجک کے نہ کہہ سکیں کہ کوئی چیز کبھی اور کہیں بیک وقت موجود اور معدوم نہیں ہوسکتی ہے۔

اس غلط فہمی کے ازالہ کے لیے مندرجۂ ذیل معروضات توجہ کے قابل ہیں۔

۱۔ بعض ایسی باتیں ہیں جن میں من وشما کی تفریق نہیں

ہے۔ ہر شخص جسم رکھتا ہے۔ جسم کی ذات کا تقاضا ہے کہ اس میں لمبائی، چوڑائی، مٹائی پائی جائے، اگر یہ تینوں چیزیں نہ ہوں تو جسم جسم نہیں رہے گا۔ ایران توران کہیں کا آدمی ہو، کسی دور اور کسی زمانے کا انسان ہو، وہ جسم اور جسمانیت سے بالاتر نہ ہوگا۔ جب جسم رکھے گا تو اس میں لمبائی، چوڑائی، مٹائی ضرور پائی جائے گی۔ کیا یہاں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق ہے کہ ہماری موجودہ عقلوں کا یہ فیصلہ ہے کہ ہر جسم کے واسطے یہ تینوں چیزیں ضروری ہیں؟ اگر ان عقلوں کے علاوہ دوسری عقلیں ہمارے پاس ہوں یا ہمارے علاوہ دوسرے آیندہ آنے والے اشخاص ہماری جگہ کرسی پر بیٹھیں تو کیا یہ احتمال نہیں ہے کہ ان کا فیصلہ جسم کی بابت یہ نہ ہو؟ وہ یہ نہ کہیں کہ جسم کے لیے لمبائی، چوڑائی، مٹائی لازمی ہے؟

پانی کی ذات کا تقاضا ہے روانی، روشنی کی ذات کا تقاضا ہے چیزوں سے پردہ ہٹانا، انھیں سامنے لانا اور دکھلانا، ان کے ابہام کو دور کرنا، آگ کی ذات کا تقاضا ہے جلانا، گرمی پھیلانا کیا کوئی دور ایسا آسکتا ہے جب ان چیزوں کے متعلق ہمارے فیصلے بدل جائیں؟ اس وقت ہم کہیں کہ پانی میں روانی اور آگ میں جلانے کی صفت نہیں ہے؟ پانی جب تک پانی اور آگ جب تک آگ ہے اس کی ذات کے تقاضے اس کے ساتھ ہیں۔ اس لیے ان کی بابت فیصلوں میں من وشما کی تفریق نہیں ہوسکتی۔

وجود اور عدم کے درمیان منافرت ذاتی ہے۔ وجود جب تک وجود اور عدم جب تک عدم ہے دونوں ایک دوسرے سے متنفر رہیں گے۔ اس دشمنی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دونوں گھونسے تانے کھڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو نابود کر دینا چاہتے ہیں۔ ان کی عداوت اور منافرت کا مفہوم یہی ہے کہ وہ دونوں یکجا اور اکٹھا نہیں ہوسکتے۔ جب تک کہ وجود وعدم ایک دوسرے کی ضد ہیں ان میں یہ منافرت رہے گی خواہ کوئی جگہ ہو، کوئی زمانہ ہو، خواہ ان کی بابت فیصلہ کرنے والے ہم ہوں خواہ ہمارے بعد آنے والے دوسرے صاحبان عقل۔

دوسری لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ہمارے مادہ پرست مفکرین نے ہمارے لیے یا ہمارے علاوہ مستقبل میں آنے والے اشخاص کے واسطے جو عقلیں فرض کی ہیں، ان کے متعلق ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ وجود اور عدم کا مفہوم جانتی ہیں یا نہیں جانتیں؟ اگر ان کے معنی سے ناواقف ہوتے ہوئے وہ فیصلہ کریں کہ وہ دونوں ایک جگہ بیک وقت اکٹھا ہوسکتے ہیں تو اس فیصلے کا کیا وزن ہے؟ اس بے خبری کے فیصلے کی ہمارے عظیم المرتبت مادہ پرست فلاسفہ تصدیق کریں تو کریں۔ ہم دقیانوسی لوگ اس کی تصدیق سے معذور ہیں۔

اگر ہماری طرح ان عقول کو وجود وعدم کا مفہوم معلوم ہے تو ہرگز ہم اس احتمال کی کوئی گنجائش نہیں پاتے کہ ان کا فیصلہ ہمارے موجودہ فیصلے سے مختلف ہو۔ ہمارے نزدیک وجود وعدم کا یکجا ہونا محال ہو اور ان کے نزدیک ممکن ہو۔

۲۔ وہ عقلیں کہ جو وجود وعدم اور دوضدوں کے بیک وقت یکجا ہونے کو ممکن قرار دیتی ہیں ان کے متعلق دریافت طلب بات یہ ہے کہ وہ ہماری عقلوں کی ہم پلہ اور ہم درجہ ہیں یا ان سے پست یا ان سے بالاتر؟ ظاہر ہے کہ مذکورہ تین صورتوں کے علاوہ چوتھی صورت ممکن نہیں ہے۔

اگر وہ ہماری عقلوں کی ہم پلہ ہیں تو ان کا فیصلہ ہمارے فیصلے کے بعینہ مطابق ہوگا۔ ان کے بارے میں یہ احتمال صحیح نہیں ہے کہ وہ ضدوں کے جمع ہونے کو ممکن قرار دیں اور ہم غیر ممکن۔

اگر انھیں ہماری موجودہ عقلوں سے پست اور کم درجہ مانا جائے تو ظاہر ہے کہ ان کے فیصلے کے سامنے ہم کیسے سر جھکا سکتے ہیں؟ کوئی عقلمند کسی بیوقوف کی بات کب مانتا ہے کہ ہم ان

کا کہنا مان لیں؟ خصوصاً جب کہ ان کا فیصلہ کسی ایسے مسئلے کی بابت ہو جس میں ہمارے دماغ ان کے خلاف حکم سنا چکے ہوں۔

آخری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ وہ ہم سے زیادہ عالی دماغ ہوں۔ ان کی عقلیں ہماری عقلوں سے زیادہ کامل اور بلند ہوں۔ ایسی شکل میں وہ ایسا فیصلہ کیسے کرسکتے ہیں جو خود ان کے تمام فیصلوں کی عمارت کو ڈھادے، تمام علوم وفنون کی دنیا کو ویران کردے۔ کسی فیصلے کا کوئی وزن باقی نہ رکھے! کیونکہ ہر بدیہی اور نظری فیصلے کی بنیاد عقل کے اس بدیہی فیصلے کے اوپر ہے کہ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ بیک وقت کوئی چیز ہو بھی اور نہ بھی ہو۔ اس فیصلے سے زیادہ واضح اس سے زیادہ یقینی، اس سے زیادہ آسان عقلی فیصلوں کی فہرست میں کوئی دوسرا فیصلہ نہیں ہے۔

جو عقلیں یہ کہیں کہ بیک وقت ایک بات صحیح اور غیر صحیح دونوں ہوسکتی ہے، ہم انہیں ہرگز عقل ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں، نہ کامل اور نہ ناقص، عقل انسانی کا کیا ذکر اس شعور حیوانی کا بھی یہ فیصلہ نہیں ہوسکتا جو جانوروں اور کیڑے مکوڑوں میں پایا جاتا ہے، کیونکہ ہر جاندار کا نظام زندگی اس کے نظام شعور و ادراک کے اوپر قائم ہے۔ زندگی میں نظم وضبط نہیں پیدا ہوسکتا جب تک شعور کے طبقوں میں یہ حقیقت راسخ نہ ہو کہ ایسا غیر ممکن ہے کہ بیک وقت کوئی بات ہو بھی اور نہ بھی ہو۔

پیاس سے بے تاب چوپائے اور پرندے پانی دیکھ کر ہرگز اس پر نہ ٹوٹتے اگر ان کے شعور میں یہ نہ ہوتا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ جسے ہم پانی سمجھ رہے ہیں وہ پانی ہو بھی اور پانی نہ بھی ہو۔ گائے، بھینس، بکری، گھانس سامنے دیکھ کر ہرگز اس کی طرف رخ نہ کرتے اگر ان کے نزدیک یہ ممکن ہوتا کہ وہ جسے گھانس سمجھ رہے ہیں وہ گھانس ہو بھی اور نہ بھی ہو۔ کبوتر چڑیاں، چیلیں، گلہریاں دن بھر روزی کی تلاش میں دوڑنے، دھوپنے، اڑتے رہنے کے بعد بسیرے کے وقت اپنے اپنے گھونسلے میں جانے کی کوشش نہ کرتیں اگر ان کے طبقات شعور میں یہ راسخ نہ ہوتا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہمارا گھونسلہ اس وقت ہو بھی اور نہ بھی ہو۔

پھر جن انسانوں کی عقلیں اتنا بھی نہ سمجھ سکیں جتنا جانور سمجھتے ہیں انھیں عقل وفہم کے لحاظ سے کوئی اپنے سے بالاتر سمجھے ہم تو ان کی فوقیت کا اقرار نہیں کرسکتے۔

۳۔ ضد اور ہٹ دھرمی کی تحریک سے زبان سے کوئی بات کہہ دینا اور ہے لیکن اسے ماننا اور عملی زندگی میں اس کو برتنا، اس کے مطابق اپنی رفتار و گفتار کو قرار دینا اور ہے۔ ہمارے سامنے عقلی اور تجرباتی علوم کی طویل فہرست موجود ہے۔ ان میں سیکڑوں بلکہ اس سے زیادہ تعداد میں ایسے مسائل موجود ہیں جہاں ان کے ماہرین نے دوٹوک فیصلے کیے ہیں۔ انھوں نے ان فیصلوں میں کوئی پس وپیش نہیں کیا ہے۔ مادہ پرست طبقہ بتائے کہ کیوں ان لوگوں کے دماغوں میں یہ خیال نہیں پیدا ہوا کہ ممکن ہے کہ ہمارے علاوہ دوسروں کے پاس ایسے عقول اور احساسات موجود ہوں جن کا فیصلہ اس مسئلے میں ہمارے فیصلہ کے خلاف ہو؟

اصولی طور پر مادہ پرست مفکرین کو بالکل خاموش رہنا چاہیے۔ کسی علم وفن میں زبان نہیں کھولنا چاہیے۔ انھیں خود اس فیصلہ سے بھی پرہیز کرنا لازم ہے کہ احتمال ہے کہ آیندہ آنے والی نسلیں وجود وعدم کے یکجا ہونے کو ممکن سمجھیں جب کہ ان کے مقابلے میں تمام عقلاء عالم صف بستہ ہیں اور وہ قطعی طور پر فیصلہ کر رہے ہیں کہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا کہ کبھی اور کہیں کوئی چیز بیک وقت موجود اور معدوم ہو یا نہ موجود ہو اور نہ معدوم۔ ✪✪✪